HITEC ISLAMICUS
Available Online:
https://
Online ISSN: 0000-0000 - Print ISSN: 2521-0777

The responsibilities of the finance ministries and its analysis in the light of the economic teachings of Hazrat Yusuf AS

حضرت یوسف علیہ السلام کی اقتصادی تعلیمات کی روشنی میں وزارتِ مالی امور کی ذمہ داریوں کا جائزہ

Hafiz Ijaz Ahmad
Lecturer, Islamic Studies, Swedish Group of College Wah Cantt.
Email: ijazkotsitar@gmail.com

Abstract:

The ruler of the time should always appoint a qualified (academic qualification) and an expert (extensive experience in the desired field) man to any position he needs to investigate himself. These two things are a guarantee that the authority always takes into account the ability and the official understands the observance of his position. If he fulfills his national responsibility, it is not far-fetched that a capable man will easily get his nation out of all kinds of difficulties with God-given ability and wisdom. What was the strategy of Yousaf AS in facing the financial crisis? And how what are the tips for us to solve the financial decline in Pakistan? My goal in the selected topic is to collect the guiding principles of Syedna Yusuf as the Minister of Finance of Egypt and to identify the reasons for the decline of the Pakistani economy in order to pave the way for the improvement of the Pakistani economy in the present era. Islamic economic system should be used to do this. Because the Pakistani economy has reached the level it has reached today, one of the main reasons is that due to not taking timely measures for economic stability and not being able to use the existing country's resources. Sayyidna Hazrat Yusuf (peace be upon him) realized the situation and started the next 15-year economic plan with the available resources and took measures for economic stability in a timely manner and according to the requirements of the time

Key Word: Finance ministries, Responsibilities, economic teachings, Hazrat Yusuf AS.

الحمد الله رب العلمین والعاقبة للمتقین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم: {فَلَمَّا كَلَّمَهُ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مِكِينٌ أَمِينٌ. قَالَ اجْعَلْنِي عَلَى خَزَآئِنِ الأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ}[1]

ترجمہ: ”پھر جب اس (عزیز مصر) نے آپ علیہ السلام سے بات چیت کی (اور) مطمئن ہو گیا۔ تو کہا آپ آج سے ہمارے بڑے محترم اور قابل اعتماد ہیں، تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا مجھے مقرر کر دے زمین کے خزانوں پر بیشک میں انکی حفاظت کرنے والا اور معاشی مسائل کا جاننے والا ہوں۔

حاکمِ وقت کو امور سلطنت کے لیے ہمیشہ اہل (تعلیمی قابلیت کا حامل) اور ماہر (مطلوبہ فیلڈ کا وسیع تجربہ کار) آدمی کو کسی بھی عہدہ پر تعنیات کرنا چاہیے، جس کی چھان بین اسے خود کرنے کی ضرورت ہے۔ اور ایک غیر معروف آدمی کو بوقت ضرورت اپنی خصوصیات کا اظہار کرنے کی اجازت بھی اس آیت کریمہ سے واضح ملتی ہے۔ یہ دو باتیں ضمانت ہیں اس بات کی کہ اتھارٹی ہمیشہ قابلیت کو مد نظر رکھے اور عہدہ دار اپنے عہدہ کی پاسداری کو بخوبی سمجھے اور اپنے اوپر عائد قومی ذمہ داری پوری کرے تو کچھ بعید نہیں کہ ایک قابل آدمی خدا داد صلاحیت و حکمت سے بآسانی اپنی ملت کو ہر طرح کی پیش آمد مشکل سے باہر نکال لے گا۔ منتخب شدہ موضوع میں میرا ہدف سیدنا یوسف علیہ السلام کا بطور وزاتِ خزانہ مصر کے ابتر معاشی حالات پر قابو پانے کے راہنما اصول جمع کرنے اور پاکستانی معیشت کے زوال کے اسباب کی نشاندہی کرنا ہے تاکہ دورِ موجود میں پاکستانی معیشت کو بہتر بنانے کی راہ ہموار کرنے کے لیے اسلامی اقتصادی نظام سے استفادہ کیا جائے۔ کیونکہ پاکستانی معیشت آج جس نہج پر پہنچ چکی ہے اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ معاشی استحکام کے لیے بروقت اقدامات نہ کرنا اور موجود ملکی وسائل کو استعمال نہ کرپانے کی وجہ سے ہمیں قدرتی طور پر عطا شدہ خام مال ضائع کرنا ہے۔ سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام نے حالات کو بھانپ کر دستیاب وسائل سے اگلے ۱۵ سالہ اقتصادی منصوبہ کا آغاز فرمایا اور بروقت معاشی استحکام کے لیے اقدامات کیے اور

1۔ الیوسف ۱۲۔ ۵۵۔ ۵۴

وقتی تقاضوں کے مطابق جدید طریقہ کار سے زراعت کو فروغ دینے کے ساتھ کفایت کے ساتھ بچت کا اصول واضح کیا۔ جس سے نہ صرف وقتی ضرورت پوری ہوئی بلکہ قحط سالی کے دور میں صرف اہل مصر ہی نہیں بلکہ بین الاقوامی تجارت کے فروغ سے دیگر قبائلی ریاستوں نے بھی استفادہ کیااور مصر کی خوشحالی سے مرعوب ہوئے بغیر نہ رہ سکیں۔

یوسف علیہ السلام

حضرت یعقوب علیہ السلام کے لختِ جگر، نورِ نظر بچپن سے ہی حکمتِ الٰہیہ کے تحت عظمتوں، رفعتوں کی ان بلندیوں پر فائز تھے کہ برادرانِ یوسف کو اس انفرادیت پر تشویش ہوئی اور حضرت یوسف علیہ السلام سے ناروا سلوک شروع کر دیا۔ مگر یوسف علیہ السلام کا اس پر صبر و استقامت کے ساتھ قائم رہنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ آپ علیہ السلام اپنے والد اور پر دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح سنِ رشد کو پہنچ کر خدائے برتر وبر کے جلیل القدر عظیم المرتبت پیغمبر بنے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا آپ علیہ السلام سے عشق و محبت اور برادرانِ یوسف سے جداگانہ شفقت جہاں حضرت یوسف علیہ السلام کا بھائیوں کے ناروا سلوک پر صبر و استقلال اور عزیمت کی ساتھ ثابت قدم رہنا تھی وہاں آپ علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کی پیشانی میں چمکتا ہوا انور نبوت بھی پہچان چکے تھے۔ اور وحی الٰہی کے ذریعہ اس کی اطلاع پا چکے تھے۔ تبھی تو جب حضرت یوسف نے اپنے والد گرامی سے خواب کا ذکر کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: {وَكَذَٰلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِن تَأْوِيلِ الأَحَادِيثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَى آلِ يَعْقُوبَ}[2] ترجمہ: "اور اسی طرح چن لے گا تجھے تیرا رب اور سکھا دے گا باتوں کا انجام (تعبیر) اور پورا فرمائے گا اپنا انعام تجھ پر اور یعقوب کے گھرانے پر"۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند ارجمند کو خوشخبری دی کہ آپ کا رب آپ کو اپنی خاص کرم نوازیوں کے لئے چن کر اپنے مخصوص فیض سے بہرہ یاب فرمائے گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا قرآن مجید میں چھبیس مرتبہ ذکر آیا ہے اور آپ علیہ السلام کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ قرآن مجید میں ایک پوری سورت یعنی ۱۲ رکوع اور ایک سو گیارہ آیات کے ساتھ آپ علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی۔

2۔ الیوسف ۱۲۔٦

مقامِ یوسفی کے چند خواص

حضرت یوسف علیہ السلام کی سیرت جو قرآن مجید میں احسن القصص کی صورت میں بیان ہوئی اس میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے آنگن سے لے کر تختِ مصر پر بطورِ حکمرانی کا تاج سر پر سجانے تک کا سفر اور پھر بھائیوں سے ملاقات کے بعد ان اس اختیار کیے جانے والا پر وقار رویہ اور والدِ محترم سے ملاقات تک تکمیل انسانیت کی قدم بہ قدم راہنمائی کا ایسا چارٹر موجود ہے جو آج کے انسان کے لیے نہ صرف انفرادی سطح پر بلکہ اجتماعی طور پر پیش آنے والے تمام مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ جن میں اخلاقی، معاشرتی، اعتقادی، عائلی اور اقتصادی مشکلات میں پیش آنے والے تمام پیچ وخم سے نبرد آزما ہونے کے سنہری اصول موجود ہیں۔ جیسا کہ پیر کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ نے ضیاء القرآن میں درج کیا کہ تکمیل انسانیت کی منزلِ رفیع کی طرف جو راستہ جاتا ہے اس کے سارے پیچ وخم، نشیب وفراز، پیش آنے والی دشواریاں، منزل سے دل برداشتہ کر دینے والے سنگین مرحلے، منزل سے غافل کر دینے والے حسین وجمیل مناظر اور دل موہ لینے والی دلچسپیوں، جانگداز، کٹھن اور طویل راہ کو طے کرنے لے لیئے مسافر کو جس صبر، عزم، توکل، تقوی عالی حوصلگی اور جس سیر چشمی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک فطرت سعید اور قلب سلیم سے مالامال انسان اپنی منزل تک رسائی حاصل کرنے کے لئے طوفانوں سے کھیلتا، بپھری ہوئی لہروں سے آنکھ مچولی کرتا ہوا ہلاکت انگیز گردابوں کا منہ چڑاتا چٹانوں سے کبھی ٹکراتا۔ کبھی دامن بچاتا ہوا ساحل مراد کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے[3]۔ یہ تمام مراحل حضرت یوسف علیہ السلام نے طے کئے اور یوں مقامِ یوسفی کے چند خواص رہتی دنیا تک کے انسانوں کے لئے ایسے راہنما اصول بن کر واضح ہوئے کہ آج کا انسان ان پر عمل پیرا ہو کر دونوں جہانوں کی سرفرازی حاصل کرسکتا ہے۔

اقتصادیات (معنویہ) اور حضرت یوسف علیہ السلام

اقتصادیات معنویہ[4] اور مادیۃ کا مجموعہ ہی حقیقی اقتصادیات ہے اور خصوصاً معنوی طور پر مضبوط انسان ہی کامیاب اقتصادیات مالیہ (مادیہ) میں ترقی حاصل کرسکتا ہے۔ کیونکہ اقتصادیات مالیہ (مادیہ) میں ترقی اور استحکام کے ساتھ اللہ رب

3۔ الازہری، پیر محمد کرم شاہ تفسیر ضیاء القرآن ضا القران پبلیکیشنز لاہور سن طباعت ۱۹۹۵ ج ۲ ص ۴۰۱

4 معنوی رزق میں ہر وہ سہولت شامل ہے جو اللہ نے انسان کو عطا فرمائی ہے اس میں تمام مخلوقات بالعموم اور انسان بالخصوص شامل ہے۔ انسان اس لئے بالخصوص شامل ہے کہ وہ روحانی رزق کو بھی محسوس کرتا ہے، اور اسکی ترقی میں کوشش کر کے روحانی سکون حاصل کرتا ہے، اور باطنی رزق میں ہدایت، ایمانی محبت، تقویٰ، استقامت، امن، تسکین، معرفت، علم، آزادی، عدل، عزت اور دیگر تمام نعمتیں شامل ہیں

العزت کی خوشنودی محض معنوی اقتصادیات کی مضبوطی پر ہی منحصر ہے۔ مستحکم معنوی اقتصادیات کے بغیر مالی طوپر ترقی یافتہ افراد شاید دنیوی فوائد سے عارضی طور پر تو لطف اندوز ہوسکتے ہیں مگر اُخروی زندگی میں سوائے شرمندگی ور سوائی کے اور کچھ ہاتھ نہیں آنے والا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی قید خانے میں جانے سے پہلے تک انفرادی سطح پر اختیار کی جانے والی اقتصادی پالیسی اگرچہ معنوی اقتصادیات پر واضح دلالت ہیں مگر اشارتاً مادی اقتصادیات (کی بنیاد انہیں اوصاف پر منحصر ہونے) کا پیش خیمہ بھی یہی ثابت ہوئی۔

جیسا ڈاکٹر نواف حلیبسی نے ذکر کیا کہ مندرجہ ذیل اوصاف حمیدہ (اقتصادیات معنویہ کی اساس) بدرجہ اتم حضرت یوسف علیہ السلام کی اختیار کردہ (جو گڈ گورنر کے لئے ضروری ہیں) اقتصادی پالیسیز میں موجود تھے: الامانة، الصبر، التوکل علی الله، التصرف، الایمان بالغیب، الامر بالمعروف والنهی عن المنکر،القدر، المشوره التفضیل والاختیار، حمدالله، الایمان، والتقوی، الصدق، النفس، المصیبة، التوبة، الاستغفار[5] درج ذیل ہر ایک فردی تخلیط معنویہ سے (سیرت یوسفی سے) ثابت ہوا کہ ان کا تعلق برائے راست تخطیط مادیہ سے ہے، جو نہ صرف انفرادی سطح پر اقتصادی خوشحالی کی ضمانت ہیں بلکہ اجتماعی سطح پر اقتصادی مشکلات پر قابو پانے میں معاون و مددگار بھی ہیں ۔ تمام نکتہ پر بحث کرنا ممکن تو ہے مگر اس کے لئے ایک ضخیم اور الگ مقالہ کی ضرورت ہو گی کہ جس میں معنوی اقتصادیات ہی بنیاد ہیں (مستحکم) مادی اقتصادیات کی پر بحث کی جائے۔ صرف ایک بات کو ذکر کرتا ہوں جس کی بنیاد پر آپ نے نہ صرف ملک مصر کو ہی خوشحال رکھا بلکہ دیگر سلطنتوں نے بھی آپ علیہ السلام کی پالیسی سے استفادہ اٹھایا اور وہ ہے صبر۔ (مادی وسائل میں کنٹرول ہی بچت کی راہ ہموار کرتا ہے) خوشحالی کے سات سالوں میں صبر کرنا ہی قحط سالی میں معاون ثابت ہوا۔ آپ علیہ السلام نے مندرجہ ذیل مقام پر صبر کرکے اس سے جڑے ہوئے تمام انسانی اخلاقیات کو واضح فرمایا جو اقتصادی ترقی کی ضمانت ہیں:

1. صبره علی حسد وحقد اخوته
2. صبره علی فراق اهله
3. صبره علی الحیاة فی اعماق البئر

5۔ الحلیبسی، ڈاکٹر نواف بن صالح، المنہج الاقتصادی فی التخطیط لنبی اللہ یوسف علیہ السلام، مجمع البحوث الاسلامیہ الازھر، الطبعہ الرابعہ ۱۹۹۴ ص ۸۴

4. صبره على بيعه والعيش كعبد يباع ويشترى
5. صبره على تحمل السجن و الوشياته به
6. صبره على كيد امراة العزيز له

اللہ کی مدد اور نصرت صابرین کے ساتھ ہے اور زندگی کے تمام ادوار میں درپیش مسائل کا حل صبر کے ساتھ نکالا جائے تو یقیناً اللہ کی مدد سے بہترین حل نکل آتا ہے۔ یاد رہے صبر میں انتہاء یہ ہے کہ انسان نہ جزع کرے اور نہ ہی شکوہ۔ بہر حال حضرت یوسف علیہ السلام کی سیرت سے یہ ثابت ہوا کہ صبر کے ساتھ ہی، امانت، توکل علی اللہ اور دیگر فطری اقتصادی امور حاصل ہوتے ہیں۔

اقتصادی بحران اور حضرت یوسف علیہ السلام کا پیش کردہ اکنامک پلان

قید خانہ سے رہائی پر ساقی دوبارہ مصر کے دربار میں جا پہنچا اور اپنی ڈیوٹی پر بحال ہو گیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کی عظمت، حکمت، دانائی، رشد و ہدایت کی راہنمائی اور تعبیر الرؤیا کا تذکرہ بادشاہ سے نہیں کیا اور ایک مدت تک اس بات کا انتظار کرتا رہا کہ کب اپنے محسن کا ذکر بادشاہ کے سامنے کروں یا شاید خوف کی وجہ سے کہ کہیں دوبارہ میرا جرم بادشاہ کو یاد نہ آئے جائے۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کے بے قصور ہونے کا تذکرہ کرنے کے لئے کسی مناسب وقت کے انتظار میں رہا۔ جیسا کہ صاحب زاد المیسر نے روایت کیا ہے کہ: وقد روى ابو صالح عن ابن عباس رضي الله عنهما انما لم يذكر الساقى خبر يوسف للملک حتى احتاج الملک الى تاؤيل رؤيا خوفا من ان يكون ليوسف عليه السلام سببا لذكره الذنب الذى من اجله حُبس[6]۔ ترجمہ "ابو صالح نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ ساقی نے اس وقت تک بادشاہ کے سامنے حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر نہیں کیا جب تک بادشاہ کو خواب کی تعبیر بتانے کے لئے کسی ماہر کی ضرورت نہیں پڑی۔ اس وقت اس نے بادشاہ کے سامنے حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر کیا کیونکہ اسے ڈر تھا کہ اگر اس نے پہلے حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر کیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے بے قصور ہونے کا بتایا تو بادشاہ کے ذہن میں فوراً ساقی کا جرم پھر سے تازہ ہو جائے گا۔ اور اس کو خطرہ تھا کہ کسی نئی مصیبت میں نہ پھنس جائے"، تاہم حاکمِ وقت ولید بن ریان نے اپنی کابینہ اور رعایا کے تمام صاحب علم سے اپنی الجھن کا اظہار کیا

6۔ الجوزی عبد الرحمن بن علی بن محمد تفسیر زاد المیسر فی علم التفسیر مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت ۱۴۰۷ھ الطبع الثالث ج ۴ ص ۲۳۱

اور اس کا حل طلب کیا، اور بلآخر اس کا حل حضرت یوسف علیہ السلام نے ہی بحکم الہی: وا تيناه حكماء وعلما۔[7] کے تحت ارشاد فرمایا قرآن مجید میں آیات ربانیہ اس صورت حال کا یوں نقشہ کھینچتی ہیں۔

{وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرٰى سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعَ سُنبُلاَتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَيَابِسَاتٍ يَاأَيُّهَا الْمَلأُ أَفْتُونِي فِي رُؤْيَايَ إِن كُنتُمْ لِلرُّؤْيَا تَعْبُرُونَ۔ قَالُواْ أَضْغَاثُ أَحْلاَمٍ وَمَانَحْنُ بِتَأْوِيلِ الأَحْلاَمِ بِعَالِمِينَ ۔وَقَالَ الَّذِي نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ أَنَاْ أُنَبِّئُكُم بِتَأْوِيلِهِ فَأَرْسِلُونِ۔ يُوسُفُ أَيُّهَاالصِّدِّيقُ أَفْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعِ سُنبُلاَتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ لَّعَلِّي أَرْجِعُ إِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ ۔قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ دَأَبًا فَمَاحَصَدتُّمْ فَذَرُوهُ فِي سُنبُلِهِ إِلاَّ قَلِيلاً مِّمَّا تَأْكُلُونَ۔ ثُمَّ يَأْتِي مِن بَعْدِ ذَلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ مَاقَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلاَّ قَلِيلاً مِّمَّا تُحْصِنُونَ۔ ثُمَّ يَأْتِي مِن بَعْدِ ذَلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ [8]}

ترجمہ:"اور بادشاہ نے کہا کہ میں (خواب میں کیا) دیکھتا ہوں کہ سات گائیں ہیں موٹی تازی انہیں کھا رہی ہیں۔ سات دبلی گائیں اور سات سبز خوشے ہیں اور دوسرے سات خشک سوکھے ہوئے۔ اے میرے درباریو! بتاؤ مجھے میرے خواب کی تعبیر اگر تم خوابوں کی تعبیر کرتے ہو۔ درباریوں نے کہا (اے بادشاہ) یہ خواب پریشان ہیں۔ اور ہم اسے خوابوں کی تعبیر جاننے والے نہیں اور اس وقت وہ شخص بولا جو بچ گیا تھا۔ دو قیدیوں میں سے اور اب اسے یوسف علیہ السلام کی یاد آئی ایک مدت کے بعد میں بتاتا ہوں تمہیں اس خواب کی تعبیر مجھے قید خانہ جانے دیجئے۔ پھر (وہ بولا) اے یوسف اے صدیق! بتایئے ہمیں (اس خواب کی تعبیر) کہ سات موٹی تازہ گائیں ہیں کھا رہی ہیں انہیں سات لاغر گائیں اور سات خوشے ہیں سرسبز اور دوسرے (سات خوشے) خشک تاکہ میں (آپ کا جواب لیکر) واپس جاؤں لوگوں کی طرف شاید وہ لوگ آپ کے علم وفضل کو جان لیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ تم کاشت کروگے سات سال تک حسب دستور تو جو تم کاٹو گے اسے رہنے دو خوشوں میں مگر تھوڑا سا ضرورت کے لئے نکال لو پھر آئیں گے اس (خوشحالی) کے بعد سات سال بہت سخت کھا جائیں گے جو ذخیرہ تم نے پہلے جمع کر رکھا ہو گا۔ ان کے لئے مگر تھوڑا سا جو تم محفوظ کر لوگے۔ پھر آئے گا اس عرصہ کے بعد ایک سال جس میں مینہ برسایا جائے گا۔ لوگوں کے لئے اور اس سال وہ پھلوں کا رس نکالیں گے"۔

7

8۔ الیوسف ۱۲۔ ۴۳،،۴۹

یوسف علیہ السلام کا اقتصادی منصوبہ اور وزاتِ خزانہ کی ذمہ داریاں

بنیادی طور پر حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ مصر کے خواب کی تعبیر میں ۱۵ سال کا اقتصادی منصوبہ پیش کیا۔ اور جس میں خصوصی طور پر ۱۴ سال انتہائی اہم قرار دیئے اور آخری سال کے بارے میں خوشخبری سنائی کہ اللہ رب العزت کی طرف سے قحط کی سخت ترین دور کے بعد ہریالی، خوشحالی کیسے پائیں گے جس میں لوگوں کو پھلوں کی کثرت سے نوازا جائے گا۔ جیسا کہ ڈاکٹر نواف نے کہا: فسر يوسف عليه السلام رؤيا الملك علمنا الخطة العامة المستقبلية لدولة مصر حيث قسمها الى مرحلتين الاؤلى مرحله التخطيط والتصميم وشملت النباء والادخار فى فترة الرخاء وهى الخطة السبعية الاؤلى للدولة والاخرى وتتمثل فى التطبيق والتنفيذ العملى فى فترة القحط وهى الخطة السبعية الثانية للدولة[9]۔ ترجمہ: "یوسف علیہ السلام نے بادشاہ مصر کی خواب کی تعبیر مکمل تفصیل سے بیان کی اور جس سے ہمیں ملک مصر کے مستقبل کے اکنامکس پلان کا علم ہوتا ہے جو دو مرحلون پر مشتمل تھا۔ پہلا مرحلہ جس میں ذخائر کی بنیاد (بچت) پر رکھی جائے اور یہ مرحلہ خوشحالی کا تھا جو سات سال پر مشتمل تھا جبکہ دوسرا مرحلہ جو قحط پر مشتمل تھا جس میں جمع شدہ اناج کو استعمال کرنے اور اس (سے حاصل شدہ زر مبادلہ) کے نفاذ کی عملی کوشش کرنا تھا۔ جو اگلے سات سال کا تھا" ۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے نہ صرف خواب کی تعبیر بتائی بلکہ ایک مکمل اقتصادی حل بھی بتایا جو ۱۴ سال پر مشتمل تھا. جس میں قومی ضرورتوں کے پیشِ نظر انسان کو بچت ،اور کفایت شعاری کے اصول سکھائے گئے تا کہ جی۔ڈی۔پی کی شرح نمو کو مستحکم بنایا جاسکے۔ اور آپ علیہ السلام نے نہ صرف اصلاح معیشت کا طریقہ بتایا بلکہ فطری اقتصادیات کے وہ راہنما اصول واضح فرمائے کہ رہتی دنیا تک نوع انسانیت اس سے استفادہ کر سکتی ہے: "سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعَ سُنبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ "،[10] آپ علیہ السلام نے موٹی تازی گائیں اور سرسبز خوشے کو سات سال خوشحال اور کمزور گائیں اور (خشک) خوشے قحط سالی کے سال قرار دیئے اور پھر ان کو معیشت کی اصلاح کا طریقہ بھی بتایا۔ جس کے چیدہ چیدہ نکات درج ذیل ہیں جن کو وزارتِ خزانہ کی بنیادی ذمہ داریاں کہا جاسکتا ہے۔

9۔ الحلیبی، ڈاکٹر نواف بن صالح، المنہج الاقتصادی فی التخطیط لنبی اللہ یوسف علیہ السلام، مجمع البحوث الاسلامیہ الازھر، الطبعہ الرابعہ ۱۹۹۴ ص ۲۰۹

10

۱)قدرتی آفات سے نبرد آزما ہونے کے لئے طویل المدت اور کثیر المدت منصوبہ بندی کرنا

۲)غیر متوازن معاشی حالات سے بچنے کے لئے اقدمات اٹھانا

۳)ملکی ترقی کے لیے مسلسل کام

محنت سے پیداوار بڑھانا جیسے "قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ دَأَبًا"[11] آپ علیہ السلام نے فرمایا کاشت کرو سات سال تک حسبِ دستور"امام قرطبی نے کہا کہ:داباً ای متوالیۃ متتابعۃ[12]" مسلسل،لگاتار،زراعت کاشت کی جائے اور وہ بھی سخت محنت سے،(محنت کو اپنی عادت بناتے ہوئے)بغیر ناغے کے(موسم کے مطابق)کاشت کرو۔

۴) پیداوار کو محفوظ کرنا

اجناس یا دیگر پراڈکٹ کو حفاظت کے ساتھ سٹور کرنا جیسے : {فَمَا حَصَدتُّمْ فَذَرُوهُ فِي سُنبُلِهِ} "[13]یعنی جو فصل کاٹو تو اس کو ان کی بالیوں میں رہنے دو" کیونکہ دانہ اگر سٹے کے اندر رہے تو اس کو گھن نہیں لگتا دانہ خراب نہیں ہوتا اور زیادہ دیر تک اناج محفوظ رہتا ہیں جیسا کہ درِ منثور میں ہے کہ اذا کان فی سنبلہ لا یؤکل[14]"دانہ جب تک خوشیوں میں رہے گا تو اس کو کیڑے مکوڑے نقصان نہیں پہنچائیں گے"۔

۵)کفایت شعاری ہی خود کفائی کی ضمانت ہے کہ جیسے : {إِلاَّ قَلِيلاً مِّمَّا تَأْكُلُونَ}[15]

۶) ری پروڈکشن کے لیے اسباب اختیار کرنا

11

12۔القرطبی۔ابی بکر عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر۔الجامع الاحکام القران، تفسیر قرطبی۔موئسسہ الرسالہ بیروت طبع اولی ۲۰۰۶ ج ۱۱ ص ۳۶۶

13

14۔السیوطی۔ جلال الدین۔ الدرالمنثور فی التفسیر بالماثور مرکز ھجر للبحوث والداسات العربیہ الاسلامیہ طبع اولی ۲۰۰۳ قاہرہ ۔ج ۸ ص ۲۶۷

15

ری پروڈکشن (مزید پیداواری) کے لئے اسباب اختیار کرنا جیسے: {يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلاَّ قَلِيلاً مِّمَّا تُحْصِنُونَ}[16] ترجمہ "اس سب کو کھائیں گے جو تم نے ان کے لئے بچا کر رکھا ہو گا مگر سوائے اس کے جو تم چھوڑ دو گے (تخم ریزی کے لئے) بطور بیج، وہ بچ جائے گا"۔ یہ احتیاط بتائی کہ ظاہری اسباب کو لازمی اختیار کرنا۔

۷) قحط سالی کے بعد خوشحالی ضرور آتی ہے، صبر استقامت اختیار کرنا

۸) مہارت کے لیے جدید ذرائع اختیار کرنا

کسی بھی فیلڈ میں مکمل مہارت حاصل کرنا جیسا کہ زراعت میں مہارت کی تلقین اس میں موجود ہے۔ زرعی پیداوار میں لگن اور اس کے استعمال میں احتیاطی تدابیر کے ساتھ آنے والے کل کے لئے اناج اور دیگر پروڈکٹ کی (بچت کے ساتھ) ذخیرہ اندوزی اور دوسروں کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے مناسب ریٹ پر فروخت کرنا عین شرعی حکم ہے۔ جبکہ لوگوں کی مجبوری اور ریٹ کے بڑھانے اور مہنگے داموں فروخت کرنے کے لئے اشیائے خردونوش کی ذخیرہ اندوزی شریعت نے ممنوع قرار دی ہے۔

۹) دنیاوی ترقی مصالح شرعیہ کے تحت

{قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ دَأَبًا فَمَا حَصَدتُّمْ فَذَرُوهُ فِي سُنبُلِهِ إِلاَّ قَلِيلاً مِّمَّا تَأْكُلُونَ}[17] **ترجمہ** "آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ تم کاشت کرو گے سات سال تک حسب دستور تو جو تم کاٹو گے اسے رہنے دو خوشوں میں مگر تھوڑا سا ضرورت کے لئے نکال لو" تفسیر قرطبی میں اس آیت کے تحت ایک عمدہ تفسیری نقطہ درج کیا گیا ہے کہ یہ آیت مصالحِ شرعیہ کے تقاضوں کے عین مطابق ہے اگرچہ ظاہری طور پر اس میں دنیوی مصالح کی طرف رہنمائی ہے مگر مصالح شرعیہ (مقاصد شرعیہ) سے اُخروی سعادت حاصل کرنے کی راہ بھی اس سے ہی ہموار ہوتی ہے جیسا کہ فرمایا۔ هذه الاية اصلٌ فی القول بالمصالح الشرعية التی هی حفظ الاديان، والنفوس، العقول، الانساب، والاموال، فكل ما تضمن تحصيل شيء هذه الامور فهوا مصلحة وكل ما يفوت شياءً منا فهو مفسده ودفعه مصلحه والا ان مقصود الشرائع ارشاد الناس الى مصالحهم الدنيوية ليحصل لهم

16

17

التمكن من معرفة الله وعبادته الموصلتين الى السعادية الاخروية[18]- **ترجمہ** " یہ آیت کریمہ مصالح شرعیہ (مقاصد شرعیہ) یعنی حفظ الادیان، حفظ النفوس، حفظ العقول، حفظ الانساب، حفظ الاموال کے حوالے سے اصول و ضوابط ہے۔ ان امور میں سے ہر وہ چیز جو کسی کے حصول کی ضمانت ہوتی ہے وہ مصلحت ہے اور جو ان میں سے کسی چیز کو ختم کرنے والی ہو وہ مفسدہ ہے اس کو دور کرنا مصلحت ہو گی۔ اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے کہ شارع کے اس اصول سے مقصود لوگوں کو ان کی دنیوی مصالح کی طرف راہنمائی کرنا ہے تاکہ اس کے ذریعے ان پر اللہ رب العزت کی معرفت ،عبادت حاصل ہو جائے جو اُخروی سعادت تک پہنچانے والی ہیں" ۔ حقیقیت میں یہی فطری اقتصادیات ہیں کہ انسان دنیوی ترقی محض مقاصد شرعیہ کے اصولوں کو مد نظر رکھ کر کرے جو اسے دونوں جہانوں میں سرفرازی عطا کروانے کا سبب بن سکتی ہے۔

۱۰) بطورِ ناظم مالیات اور اقتصادی تعلیمات / اقدامات

حاکم وقت ریان بن ولید حضرت یوسف علیہ السلام کے تعبیر اور معاشی بحران کے لئے پیش کردہ حل سن کر آپ کی عظمت ، جلالت ، فہم فراست، دور اندیشی کا مکمل قائل ہو چکا تھا اور اس نے اپنے ماتحتوں کو حکم دیا کہ اسے میرے پاس لے کر آؤ۔ جب بادشاہِ مصر کا پیغام حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا تو بجائے اسکے رہائی کی خبر سن کر آپ علیہ السلام جلدی جلدی اس کے دربار میں چلے آتے ارشاد فرمایا: کہ پہلے میرے اوپر لگے الزامات کی تحقیق کروائی جائے۔ کیونکہ آپ نے اس بات کو گوارانہ کیا کہ آپ مشکوک حالت میں باہر آئیں۔ چنانچہ جب اس بات کی تحقیق Investigation مکمل ہو گئی تو بادشاہ جہاں خواب کی تعبیر سن کر آپ کے علم و فہم کا معتقد تو ہو چکا تھا وہاں حضرت یوسف علیہ السلام کی امانت، وفاشعاری اور صداقت کی تعریف ان کی زبان سے سنی جو کل تک آپ کو خائن کہہ رہی تھیں۔ تو فوراً حکم دیا کہ مکمل شاہی اعزاز کے ساتھ انہیں میرے پاس لے کر آؤ: {وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ أَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِي}[19] **ترجمہ:** " اور بادشاہ نے حکم دیا لے آؤ اسے میرے پاس میں چن لوں گا اسے اپنی ذات کے لئے"

18۔ القرطبی۔ ابی بکر عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر۔ الجامع الاحکام القران، تفسیر قرطبی۔ موئسسہ الرسالہ بیروت طبع اولی ۲۰۰۶ ج ۱۱ ص ۳۶۷

19۔ الیوسف ۱۲۔ ۵۴

پھر جب اس نے آپ علیہ السلام سے بات چیت کی تو مطمئن ہو گیا۔ سرکاری پروٹوکول سے اور انتہائی عزت و قار کے ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام ولید بن ریان کے دربار میں تشریف لا رہے تھے تو قید خانہ سے باہر نکلتے وقت قیدیوں کے لئے دعا کی اور قید خانہ کے دروازے پر لکھا: هذه منازل البلواى وقبور الاحياء وشماتة الاعداء وتجربة الاصدقاء[20]۔ **ترجمہ:**"یہ مصیبتوں کا گھر ہے زندہ لوگوں کے لئے قبر ہے اور دشمنوں کی بد گوئی (بلکہ ان کے لئے خوش ہونے کا مقام ہے) اور سچوں کے امتحان کی جگہ ہے" ۔ادھر بادشاہ اور تمام کابینہ کے دلوں میں حضرت یوسف علیہ السلام کے علم، فہراست، راستبازی، اور ایمانداری کا سکہ بیٹھ چکا تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے ان دعاؤں کے ساتھ ولید سے ملاقات کیا: اللهم انىّ أسالک بخیرک من خیره واعوذ بعزتک وقدرتک من شرّه[21]۔**ترجمہ:**" اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل کے ساتھ اس کی بھلائی طلب کرتا ہوں اور اس کی اور دوسروں کی برائی سے تیری عزت اور قدرت سے پناہ چاہتا ہوں"۔ جب بادشاہ سے ملاقات ہوئی آپ علیہ السلام نے عربی زبان میں سلام کیا پھر عبرانی زبان میں سلام کیا بادشاہ کو دو زبانوں کی سمجھ نہیں آئی پوچھا یہ کون سی زبانیں ہیں، تو آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ میرے چچا اسماعیل علیہ السلام اور والد حضرت یعقوب علیہ السلام کی زبانیں ہیں۔ باوجود کہ وہ ستر زبانیں جانتا تھا۔ گویا آپ علیہ السلام اس سے بھی زیادہ زبانیں جانتے تھے۔ پھر اس نے جس زبان میں بات کی حضرت یوسف علیہ السلام نے اسی زبان میں اسکو جواب دیا ۳۰ سال کی عمر میں حضرت یوسف علیہ السلام کے علوم کی وسعت دیکھ کر بادشاہ کو حیرانی ہوئی اور پھر اس نے اپنے برابر جگہ دی اور آپ علیہ السلام وہاں بیٹھ گئے۔

۱۱) سرکاری اجلاس اور اقتصادی اقدامات

بادشاہ نے عرض کیا کہ مجھے اپنی زبانی خواب کی تعبیر بتائیں۔ آپ نے تعبیر بتانے کے بعد فرمایا: لما عبر رؤيا الملك بين يديه قال الملك

فما ترى ايها الصديق قال ارى ان تزرع فى هذه الستين المخصبه زرعاً وتبنى الخزائن وتجمع منها الطعام فاذا جاءت السنون المجدبن بعنا الغلات فيحصل بهذا الطريق مال عظيم فقال

20۔ الرازی۔ امام فخر الدین ابن علامہ ضیاء الدین عمر، تفسیر الفخر الرازی، تفسیر الکبیر ومفاتیح الغیب دار الفکر الطباعۃ والنشر والتوزیع الطبعۃ الاولی ۱۹۸۱ الجز الثامن عشر ص ۱۶۲

21۔ ایضاً

الملک ومن لی بھذا الشغل فقال یوسف (اجعلنی خزائن الارض)[22] ای علی خزائن ارض مصر وادخل الالف واللام علی الارض[23]۔ترجمہ "حضرت یوسف علیہ السلام نے تعبیر بتانے کے بعد فرمایا: کہ اب لازم ہے غلے جمع کئے جائیں اور فراخی کے سالوں میں خوب کثرت سے کاشت کرائی جائے اور غلے ان کے خوشوں میں جمع کر لئے جائیں۔(اور رعایا کی پیداوار سے پانچواں یعنی خمس حصہ لیا جائے اس سے جمع ہونے والا غلہ مصر اور مصر کے اطراف کے لوگوں کے لئے کافی ہو گا)اور پھر اللہ کی مخلوق ہر راستے سے تیرے ہاں غلہ خریدنے کے لئے آئے گی اور اس طرح تیرے پاس خزائن اموال جمع ہوں گے۔جو تجھ سے پہلوں کے لئے جمع نہ ہوں۔بادشاہ نے کہا کہ انتظام کون کرے گا۔آپ علیہ السلام نے فرمایا زمین کے خزانے میرے حوالے کر دے میں ان کی حفاظت کروں گا اور اللہ تعالی کے دیئے ہوئے علم سے ان کا بہتر انتظام کروں گا"۔

۱۲)انتقالِ اقتدار

پاکستانی کابینہ کی تشکیل کے لیے ضروری ہے ہر وزارت پر اہل لوگوں کو تعینات کیا جائے اور کے لیے منتخب وزیر کے پاس نہ صرف اپنی متعلقہ وزارت کے مطابق جدید تعلیم سے اگاہ ہو بلکہ متعلقہ فیلڈ میں مکمل مہارت بھی رکھتا ہو۔اور اقتدارِ انتقال سے قبل اپنی پہچان کروائے۔جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: {فَلَمَّا كَلَّمَهُ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مِكِينٌ أَمِينٌ -قَالَ اجْعَلْنِي عَلَى خَزَآئِنِ الأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ}[24] ترجمہ:"پھر جب اس نے آپ علیہ السلام سے بات چیت کی (اور) مطمئن ہو گیا۔تو کہا آپ آج سے ہمارے بڑے محترم اور قابل اعتماد ہیں۔تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا مجھے مقرر کر دے زمین کے خزانوں پر بیشک میں انکی حفاظت کرنے والا اور معاشی مسائل کا جاننے والا ہوں"۔فلما کلمہ کے تحت بادشاہ وقت اور حضرت یوسف علیہ السلام کی ملکی معاملات میں سیاسی واقتصادی صورت حال پر بات چیت ہوئی۔اور جب بادشاہ مکمل مطمئن ہو گیا تو کہنے لگا:{انک الیوم لدینا مکین امین}اور امورِ سلطنت میں اہم کردار ادا کرنے کی پیشکش کر دی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے وزارتِ

22

23۔الرازی۔امام فخر الدین ابن علامہ ضیاء الدین عمر، تفسیر الفخر الرازی، تفسیر الکبیر ومفاتیح الغیب دار الفکر الطباعۃ والنشر والتوزیع الطبعۃ الاولی ۱۹۸۱الجز الثامن عشر ص ۱۶۴

24۔الیوسف ۱۲۔۵۵۔۵۴

خزانہ سب سے پہلے طلب کی پھر آہستہ آہستہ باقی وزارتیں بھی آپ علیہ السلام کے سپرد کر دی گئیں۔ جیسا کہ تفسیر درِ منثور میں ہے کہ عن ابن جریر وابن حاتم عن ابی زید فی قولہ {اجعلنی علی خزائن الارض} قال کان لفرعون خزائن کثیرۃ غیر الطعام، فاسلم سلطانۃ کلہ لہ وجعل القضاء الیہ امرہ و قضاؤہ نافذ[25]۔ **ترجمہ** "امام بن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمھم اللہ سے اس آیت کے تحت نقل کیا ہے کہ فرعون کے کھانے کے علاوہ اور بھی خزانے تھے اس نے تمام حضرت یوسف علیہ السلام کے سپرد کر دیئے تھے اور قضا کا عہدہ بھی آپ کو سونپ دیا گیا اور آپ علیہ السلام کا فیصلہ ہی حتمی ہو تا تھا"۔ قرآنِ مجید میں آپ علیہ السلام کے اقتدار کے بارے ارشادِ ربانی ہے کہ:{وَكَذَلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الأَرْضِ يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاء نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَن نَّشَاء وَلاَ نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ} [26] **ترجمہ:**"یوں ہم نے تسلط (اور اقتدار) بخشا یوسف علیہ السلام کو سر زمین مصر میں تاکہ رہے اسمیں جہاں چاہئے۔ ہم سر فراز کرتے ہیں اپنی رحمت سے جیسے چاہتے ہیں اور ہم ضائع نہیں کرتے اجر عمدہ کام کرنے والوں گا" امام طبری نے ایک روایت یوں نقل فرمائی:قال ملکناہ فیما یکون فیھا حیث یشاء من تلک الدنیا یصنع فیھا ما یشاء فوضت الیہ[27]۔**ترجمہ:**"کہ ہم نے انہیں مالک بنایا اس دنیا کا اس میں جو چاہیں کریں اور یہ ان کے سپرد کر دی گئی تھی"۔

۱۳) ہر دلعزیز وزیر

وزارتِ خزانہ کا لوگوں کی نظر میں معتبر اور قابل بھروسہ ہونا اسے تمام تر بحرانوں سے نکال سکتا ہے کیونکہ یوں عوام کا اعتماد نہ صرف ملکی بلکہ بین الاقوامی سطح پر اسے ہر دلعزیز بنادے گا۔ جیسا کہ سیدنا یوسف علیہ السلام نے معاشی بحران سے نبرد آزما ہونے کے لئے گراں قدر اقدامات اٹھائے جس میں ہر دور کے انسانوں کے لئے مکمل اقتصادی رہنمائی موجود ہے ۔ چنانچہ جب بادشاہ نے آپ کو حکومت سپرد کی تو آپ علیہ السلام نے عدل قائم کیا۔ اللہ کے دین کی دعوت دی، مہربانی کا سلوک فرمایا یہاں تک لوگوں نے اسلام قبول کیا اور آپ علیہ السلام کے قائم کردہ عدل کی وجہ سے لوگ آپ علیہ السلام

25۔ السیوطی۔ جلال الدین۔ الدر المنثور فی التفسیر بالماثور مرکز ھجر للبحوث والدراسات العربیہ الاسلامیہ طبع اولی ۲۰۰۳ قاہرہ ۔ج ۸ ص ۲۷۹

26۔ الیوسف ۱۲۔۵۶

27۔ الطبری، ابو جعفر محمد بن جریر، تفسیر الطبری جامع البیان عن تاویل ای القرآن، تحقیق الترکی، عبد المحسن، ڈاکٹر، (ہجر للطباعۃ والنشر والتوزیع والاعلان، القاہرہ ۲۰۰۱، طبع اولی) ج ۱۳ ص۔ ۲۲۱

سے محبت کرنے لگے۔ جیسا کہ امام ابن جوزی نے نقل کیا ہے روی الضحاک عن ابن عباس قال لما فوَّض الملک الی یوسف امر مصر تلطف یوسف للناس ولم یزل یدعوهم الی الاسلام فامنوا به واحبوه فلما اصاب الناس القحط نزل ذلک بارض کنعان فارسل یعقوب ولده للمیره وذاع امر لیوسف فی الافاق والنشر عدله ورحمته ورافته[28]۔ **ترجمہ:** "جب حضرت یوسف علیہ السلام کو امورِ سلطنت میں اختیار دیا گیا تو یوسف علیہ السلام نے لوگوں سے لطف و کرم فرمایا اور انہیں دعوتِ اسلام دی جسے انہوں نے قبول فرمایا اور وہ ان سے محبت کرنے لگے۔ جب قحط کے سال آئے تو کنعان سے لوگ آئے، (یعقوب علیہ السلام کے بیٹے) حضرت یوسف نے (ان سے بھی) اچھا سلوک کیا تو آپ کا عدل، مہربانی، رفت پھیل گیا"۔ اور اسی طرح کی ایک روایت: وفوض الیه الملک امره فاقام العدل واحبته الرجال والنساء[29]۔ **ترجمہ:** "جب امورِ سلطنت ان کے سپرد ہوئے تو آپ علیہ السلام نے عدل قائم کیا اور جس کی وجہ سے مرد اور عورتیں آپ سے محبت کرتے تھے"۔

۱۴) ایڈمنسٹریشن اینڈ پروڈکشن کنٹرول مینجمنٹ

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے دور حکومت میں غلہ سٹاک کرنے کے لئے پہلے زراعت کے شعبے میں اصلاح کا حکم دیا اور زرعی پیداوار بڑھانے کا کسانوں کو حکم دیا۔ جیسا کہ امام قرطبی نے ایک روایت نقل کی ہے کہ قال وهب والسدی وابن عباس وغیرهم ثم دخلت السنون المخصبة فامر یوسف باصلاح المزارع امرهم ان یتسعو فی الزراعة فلما ادرکت الغلة امربها فجمعت ،ثم بنا لها الأهرَاءَفجمعت فیها فی تلک السنه غلة ضاقت عنها المخازن لکثرتها ثم جمع علیه غلة کل سنة کذلک حتی اذا انقضت السبع المخصبة وجاءت السنون المجدبة[30]۔ **ترجمہ** "حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ سرسبز شاداب / فروانی کے سال آگئے تو آپ علیہ السلام نے زراعت کی اصلاح کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا کہ کسان اپنی زراعت میں وسعت دیں۔ پھر جب غلہ حاصل ہوا تو آپ نے اسے سٹور کرنے کے لئے گودام بنوائے اس سال ان

28۔ الجوزی۔ عبد الرحمن بن علی بن محمد، زاد المیسر فی علم التفسیر، ت، شعیب الارناؤوط المکتبہ الاسلامی بیروت الطبعۃ الثالث ۱۹۸۴ ج ۴ ص ۲۴۶

29۔ ابی سعود۔ امام ابی سعود محمد بن محمد العمادی، تفسیر ابی سعود ارشاد العقل السلیم الی مزایا القران الکریم الناشر دار الاحیاء التراث العربی بیروت الجزء الرابع ص ۲۸۷

30۔ القرطبی۔ ابی بکر عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر۔ الجامع الاحکام القران، تفسیر قرطبی۔ موئسسہ الرسالہ بیروت طبع اولی ۲۰۰۶ ج ۱۱ ص ۳۸۸

گوداموں میں اتناغلہ جمع ہوا کہ وہ غلہ کی کثرت کی وجہ سے کم پڑ گئے پھر اسی طرح ہر سال غلہ جمع ہو تا گیا یہاں تک کہ سرسبز وشاداب اور فراوانی کے سال گزر گئے اور قحط زدہ سال آ گئے"۔ اہلِ مصر نے جلد ہی وہ سب کچھ ختم کر لیا جو انہوں نے اپنے گھروں میں سٹور کر رکھا تھا اب وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس سرکاری سطح پر منظور شدہ ریٹ پر سرکاری گوداموں سے راشن خریدنے آتے۔ تو حضرت یوسف علیہ السلام نے مندرجہ ذیل نرخوں پر ان کو غلہ دیا جیسا کہ علامہ آلوسی نے نقل کیاہے وباع اهل مصر فی سنی القحط فی السنۃالاولی بالدراهم والدنانیر حتی لم یبق منها شیء وفی الثانیه بالعلی والجواهر وفی الثالثۃ بالدواب والمواشی،وفی الرابعۃ بالعبید والجواری وفی الخامسۃ بالضیا ع والعقار،وفی السادسۃ بالاولاد،وفی السبعۃ بالرقاب حتی استرقهم جعیعاً وکان ذلک مما یصح فی شرعهم فقالوا مارایناکالیوم ملکا اجل واعظم منہ فقال للملک کیف رأیت صنع اللہ تعالی فیما خولنی کما تری فی هؤلاء فقال الملک الرأی رأیک ونحن لک تبع فقال انی اشهداللہ تعالی واشهدک انی قد اعتقتهم ورددت الیهم املاکهم[31]۔ترجمہ "اہل مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام سے غلہ خریدنا شروع کیا۔ پہلے سال آپ علیہ السلام نے انہیں غلہ نقدی درہم ودینار کے بدلے دیا حتیٰ کہ مصر سے تمام درہم دینار ختم ہونے لگے اور دوسرے سال آپ علیہ السلام نے زیورات اور جواہر کے بدلے انہیں غلہ پہنچایا۔ اور تیسرے سال آپ علیہ السلام نے انہیں غلہ مال و مویشیوں اور چوپاؤں کے بدلے بیچا۔ اور چوتھے سال غلاموں اور لونڈیوں کے عوض اور پانچویں سال آپ علیہ السلام نے زمین کے بدلے غلہ بیچا اور چھٹے سال ان کے بچوں اور ان کی بیویوں کے گروی رکھنے پر انہیں غلہ بیچا اور ساتویں سال خود ان کی جانوں کے بدلے ان کو غلہ بیچا۔ یہاں تک کے مصر میں ہر کوئی آپ کا غلام بن گیا اور یہ سب کچھ آپکی شریعت میں جائز تھا۔ تو لوگوں نے کہا اور ہم نے اس سے بڑا کوئی بادشاہ نہیں دیکھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر کے بادشاہ سے کہا کہ میرے رب کی قدرت کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے۔ جس کا اظہار اس نے میرے حوالے سے فرمایا۔ کہ مجھے وہ جاہ و جلال بخشاہے کہ تمام لوگوں کو میرا غلام بنا دیا ہے اب انکا کیا کیا جائے تیرا کیا خیال ہے بادشاہ نے کہا جو آپ کی رائے ہے وہ ہماری رائے ہم تو آپ کے تابع ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ تعالی اور تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں نے تمام اہل مصر کو آزاد کیا اور ان کی جائیدادوں اور مال انہیں واپس کر دیئے"۔

۱۵) سفیرانِ کنعان اور حضرت یوسف علیہ السلام کی اقتصادی تعلیمات

31۔ آلوسی۔ ابی الفضل شہاب الدین السید محمود روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع الثانی ادارہ الطباعۃ المنیریہ واحیاء التراث العربی بیروت لبنان الجزالثالث عشر ص۶

وزارتِ خزانہ کو بین الاقوامی سطح پر دوطرفہ تعلق کو مضبوط کرنے کے لیے ہر ممکن اور ضروری اقدمات اٹھانے چاہیے جیسا کہ سیدنا یوسف علیہ السلام نے

کیا اور جب قحط کا زمانہ آیا تو نہ صرف اہلِ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کی نگرانی میں سرکاری سطح پر قائم شدہ راشن ڈپو سے ایک خاص پیمانہ پر راشن خریدا جو صرف اور صرف سرکاری نرخوں پر دستیاب تھا۔ بلکہ گردونواح میں یہ بات شہرت پا چکی تھی کہ مصر میں ایک وزیر نے بڑے عدل کے ساتھ ہر ضرورت مند کو عزت و افزائی کے ساتھ راشن فراہم کرنے کا اہتمام فرمار کھاہے۔ دیگر قبائل کی طرح قبیلہ حضرت یعقوب علیہ السلام بھی غلہ لینے کے لئے کنعان سے چلتے ہوئے اس عادل اور خیر خواہ بادشاہ کے قائم کردہ راشن ڈپو پر پہنچے۔ حضرت یوسف علیہ السلام برائے راست خود غلہ کی تقسیم پر مکمل طور پر قیادت فرمارہے تھے۔ جیسا کہ تفسیر قرطبی میں ہے وکان يوسف عليه السلام حين نزلت الشده بالناس يجلس للناس عندالبيع بنفسه فيعطم من الطعام على عدد رؤوسهم لكل رأس وسقاً[32]۔ **ترجمہ** " جب لوگ قحط کی مصیبت میں آگئے تو حضرت یوسف علیہ السلام لوگوں کی خاطر خرید و فروخت کے وقت موجود ہوتے اور ان کی تعداد کے مطابق انہیں کھانا (راشن) ملتا۔ ہر آدمی کو ایک وسق (ساٹھ صاع) ملتا"۔ سفیرانِ کنعان، حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس غلہ خریدنے سرکاری گودام میں پہنچے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو پہچان لیا اور ان سے کیسا سلوک کیا اور آپس میں کیسے سودا طے پایا۔ ارشاد ربانی ہے کہ {{ وَجَاءَ إِخْوَةُ يُوسُفَ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهُ مُنكِرُونَ۔ وَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُونِي بِأَخٍ لَّكُم مِّنْ أَبِيكُمْ أَلاَ تَرَوْنَ أَنِّي أُوفِي الْكَيْلَ وَأَنَاْ خَيْرُ الْمُنزِلِينَ۔ فَإِن لَّمْ تَأْتُونِي بِهِ فَلاَ كَيْلَ لَكُمْ عِندِي وَلاَ تَقْرَبُونِ ۔قَالُواْ سَنُرَاوِدُ عَنْهُ أَبَاهُ وَإِنَّا لَفَاعِلُونَ ۔وَقَالَ لِفِتْيَانِهِ اجْعَلُواْ بِضَاعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَا إِذَا انقَلَبُواْ إِلَى أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ [33]}} **ترجمہ:**" اور ایک دن آنکلے برادرانِ یوسف علیہ السلام اور ان کی خدمت میں حاضر ہوئے سو آپ نے تو انہیں پہچان لیا لیکن وہ آپ علیہ السلام کو نہ پہچان سکے۔ اور جب مہیا کر دیا گیا ان کے لئے ان (کی رسد و خوراک) کا سامان تو فرمایا کہ (اب جب آؤ) تو میرے پاس اپنے بھائی جو تمہارے باپ سے ہیں (اس کو بھی) لے آنا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں کس طرح پیمانہ پورا بھر کر دیتا ہوں اور میں کتنا اچھا مہمان نواز ہوں۔ اور اگر تم نہ لے کر آئے اسے میرے پاس تو (سن لو) کوئی پیمانہ تمہارے لئے میرے پاس نہ ہو گا۔ اور نہ تم میرے

32۔ القرطبی۔ ابی بکر عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر۔ الجامع الاحکام القران، تفسیر قرطبی۔ موئسسہ الرسالہ بیروت طبع اولی ۲۰۰۶ ج ۱۱ ص ۳۹۱

33۔ الیوسف ۱۲۔ ۶۲۔ ۵۷

قریب آسکو گے۔ وہ بولے ہم ضرور مطالبہ کرینگے اس کے بھیجنے کے متعلق اپنے باپ سے اور ہم ضرور ایسا کریں گے۔ اور آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ اپنے ملازموں کو (چپکے سے) رکھ دو ان کا سامان (جس کے عوض انہوں نے غلہ خریدا ہے) ان کی خورجیوں (Packing) میں تاکہ وہ اسے پہچان لیں جب وہ واپس لوٹیں اپنے گھر والوں کے پاس شاید وہ لوٹ کر آئیں"۔

نتائج:

ان آیت مبارکہ سے بین الاقوامی تجارت کے لئے کئے جانے والے اقدامات کیطرف راہنمائی ملتی ہے۔ اور کسی بھی سلطنت کو دوسری سلطنت کے ساتھ تجارتی تعلقات استوار کرنے کے لئے ان سے مہربانی تعاون، امانت داری، وعدے کی پاسداری کا اہتمام کرنے کا اشارہ بھی ملتا ہے۔ اور یہ عین فطری اقتصادیات کے بنیادی اصول ہیں۔ اور اس طرح کسی بھی ملک کی اقتصادی ترقی کو کوئی بھی نہیں روک سکتا۔ اور یہ ہی حضرت یوسف علیہ السلام نے کیا۔ گویا کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ Import, Export کی طرح تب سے چلی اور آج ہر ملک انہیں بنیادی اصولوں کے تحت آپس میں خوشگوار تعلقات رکھنے پر مجبور ہے۔ تاہم حضرت یوسف علیہ السلام نے جہاں عدل کے ساتھ راشن مخصوص سرکاری نرخوں پر دیا۔ وہاں انسانی تعاون، امانت کی پاسداری، احساس رواداری، عفو و درگزر اور احسان کی بے مثال تاریخ رقم کی۔ اور یہ بھی واضح کیا کہ مجبوری میں کسی کا وقار اور عزتِ نفس مجروح نہیں ہونے دینی چاہئے۔ اور نہ ہی طلب ورسد کے تحت اپنی من مانی کرتے ہوئے مرضی کا نرخ وصول کرنا چاہیے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کی رقم بطور استحساناً واپس کر دی۔ جو بین الاقوامی تجارتی تعلقات کی مضبوطی کی ضمانت تھی اور آنے والے لوگوں کے لئے یہ سبق بھی ہے کہ ضرورت مند کی مجبوری سے ناجائز فائدہ نہیں اٹھانا چاہئے۔ اور یہ بھی پتہ چلا کہ بچت کے ساتھ ذخیرہ اندوزی کا مقصد دوسروں کو فائدہ پہنچانا ہی اولین مقصد ہو نہ کہ ذخیرہ اندوزی سے دوسروں کا خون نچوڑ لیا جائے محض ذاتی فائدہ اٹھانے اور کھو کھلی بنیادوں پر ملکی معشیت کو مستحکم کرنے کے لئے۔

مملکت پاکستان میں معاشی زوال کے اسباب

پاکستانی معیشت کے زوال کے اسباب معاشی ماہرین اکثر اخبارات میں کالم، مشہور میگزین میں مضمون اور الیکٹرونک میڈیا پر مختلف پروگرام کے ساتھ ملکی اور غیر ملکی اکنامکس فورم پر بیان کرتے رہتے ہیں۔ لیکن یہاں پر سیرت سیدنا حضرت

یوسف علیہ السلام کے ہمہ جہت پہلوؤں میں سے درج بالا اقتصادی راہنمائی کی صورت میں حاصل شدہ اقتصادی اصولوں کی روشنی مملکتِ پاکستان میں معاشی زوال کے اہم اسباب کی نشاندہی کروں گا جن کی فہرست درج ذیل ہے۔

۱)وزارتِ خزانہ کے انتخاب میں قابلیت کی بجائے سیاسی وابستگی کو ترجیح

۲)وزارتِ خزانہ کا عہدہ قبول کرنے میں جلدی کرنا

۳)عادل وزیر کا ہمیشہ سے نہ ملنا

۴)عادل وزیر کا مستقل اور آزادنہ کام نہ کر پانا

۵)پیشگی معاشی منصوبہ بندی کا فقدان

۶)مستقل قلیل المدت یا کثیر المدت منصوبہ بندی نہ ہونا

۷)پیداروار ی وسائل کا مکمل استعمال نہ کرنا

۸)وسائل کا غیر منصفانہ استعمال

۹)وسائل کا کفایت شعاری سے استعمال نہ کرنا

۱۰)بچت کے اصولوں کو نہ اپنانا

۱۱)اقتصادی اعدادو شمار کا غیر واضح ہونا

۱۲)کرپشن کی روک تھام کا فقدان

۱۳)غیر ملکی تجارت (بر آمدات) میں کمی

۱۴)افراطِ زر میں کمی

۱۵)غیر ملکی قرضوں کی بھرمار

میں سمجھتا ہوں کہ مندرجہ بالا اسباب ملکی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہیں جن کی تفصیل اور ان کا حل انشاء اللہ اگلے آرٹیکل میں نقل کیا جائے گا۔

مصادر و مراجع